

(C) جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب : داغ دہلوی (شخصیت، شاعری اور منتخب کلام)  
مرتب : ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی  
کمپوزنگ : حرا کمپیوٹرس، مالنگاؤں  
صفحات : 64  
تعداد : ایک ہزار  
سن اشاعت : ۲۰۱۴ء  
طباعت : شارپ آفسیٹ پریس، مالنگاؤں  
قیمت : 40/-

----- Publisher -----

**Rahmani Publication**

1032, Islampura, Malegaon-423203 (Dist-Nasik)

Mob : 9890801886 / 9270704505

(C) All rights reserved with Publisher

# داغ دہلوی

(شخصیت، شاعری اور منتخب کلام)

.... ترتیب و تہذیب ....

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی

----- پبلشر -----

**رحمانی پبلکیشنز**

1032 انصار روڈ، ڈاکٹر سراج احمد کے دواخانے کے سامنے، اسلامپورہ،

مالنگاؤں، مہاراشٹر Mob : 9890801886 / 9270704505

## عرض ناشر

رحمانی پبلی کیشنز مالیکلوں اب محتاج تعارف نہیں رہا جس نے ادب اطفال پر مختصر سے عرصے میں سیکڑوں کتابیں شائع کیں اور انہیں ملک بھر میں پھیلا دیا اس ادارہ نے ہندوستان کے مشہور و معروف قلم کار اور ادب کی کتابیں شائع کیں اور مختلف موضوعات پر بے شمار کتابیں طبع کیں۔ مزید یہ کہ تاریخی شخصیات پر بھی بچوں کے معیار کے مطابق کتابیں شائع کرنے کا بیڑہ بھی اٹھا رکھا ہے۔ تاریخی شخصیات میں، بہت سی شخصیات پر یا تو بہت ضخیم کتابیں دستیاب ہیں یا پھر بہت سی اہم شخصیات کے متعلق انتہائی مختصر تذکرے ملتے ہیں۔ ہمارے ادارے نے ملک بھر کے نامور قلم کار اور ماہر ادیبوں سے رابطہ کیا۔ اور منتخب شخصیات پر لکھنے کی ذمہ داری ڈالی۔ الحمد للہ! بہت کم عرصے میں اب تک سیکڑوں شخصیات پر کتابیں منظر عام پر لے آ گئیں۔ اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

اردو ادب بالخصوص زبان کی خدمت کرنے والے ہمارے ماضی کے شعر و ادب کی حیثیت تاریخی لحاظ سے اہمیت کی حامل ہے۔ ہمارے شاعروں اور ادیبوں نے اپنی نظمیں، غزلوں، گیتوں، کہانیوں، افسانوں اور مضامین کے ذریعے اردو زبان و ادب کے فروغ میں جو نمایاں کردار ادا کیا ہے وہ جگہ جگہ ظاہر ہے۔ ادارے نے یہ طے کیا کہ تاریخی شخصیات سیریز کے ذیل میں ایک ضمنی کڑی ان شاعروں اور ادیبوں کے تعارف اور ان کے منتخب کلام کو بھی منظر عام پر لایا جائے۔

لہذا کلاسیکل شعرا کے تعارف اور ان کے منتخب کلام پر مشتمل یہ سیریز پیش کی جا رہی ہے۔ تاریخی شخصیات سیریز کی طرح مرتبین کے تبصرے و تجزیے پر آپ اختلاف تو کر سکتے ہیں لیکن اس سلسلے کی اہمیت کا انکار شاید نہ ہو۔ ضروری نہیں کہ مرتبین کے تمام تبصروں اور تجزیوں سے ہمارا ادارہ اتفاق رکھے۔ بہر کیف سبھی مرتبین مبارکباد کے مستحق ہیں۔

شاعروں اور ادیبوں میں چند قابل ذکر امیر خسرو، داغ دہلوی، مولانا اسماعیل میرٹھی، امیر مینائی، مولانا حسرت موہانی، آتش لکھنوی، فانی بدایونی وغیرہ ہیں۔

ہمارے ادارے نے اردو زبان و ادب کی ترویج و اشاعت اور اردو کے گراں قدر جواہر پاروں کو وطن عزیز کے نو نہالان کے لیے شائع کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ لہذا اسرپرست و اساتذہ کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کے ہاتھوں تک ان کتابوں کو پہنچائیں اور انہیں ان کا مطالعہ کرنے کی ترغیب دیں، تاکہ نئی نسل بھی اردو کے کلاسیکل شاعروں اور ان کے کلام سے واقف ہو سکے۔

ناشر

## نواب مرزا داغ دہلوی اور ان کی شاعری

(پیدائش: 1831ء / وفات: 1905ء)

حضرت داغ دہلوی کا پورا نام نواب مرزا خاں اور تخلص داغ تھا۔ 25 مئی 1831ء کو دہلی میں پیدا ہوئے ابھی چھ سال ہی کے تھے کہ انکے والد نواب شمس الدین خاں کا انتقال ہو گیا۔ آپ کی والدہ نے بہادر شاہ ظفر کے بیٹے مرزا فخر و سے شادی کر لی۔ اس طرح داغ قلعہ معلیٰ میں باریاب ہوئے ان کی پرورش وہیں ہوئی۔ بہادر شاہ ظفر اور مرزا فخر و دونوں ذوق کے شاگرد تھے۔ لہذا داغ کو بھی ذوق سے فیض حاصل کرنے کا موقع ملا۔ داغ کی زبان بنانے اور سنوارنے میں ذوق کا یقیناً بہت بڑا حصہ ہے۔

غدر کے بعد رام پور پہنچے جہاں نواب کلب علی خان نے داغ کی قدردانی فرمائی اور باقاعدہ ملازمت دے کر اپنی مصاحبت میں رکھا۔ داغ چوبیس سال تک رام پور میں قیام پذیر رہے۔ اس عرصے میں انہوں نے بڑے آرام و سکون اور عیش و عشرت میں وقت گزارا یہیں انہیں ”حجاب“ سے محبت ہوئی اور اس کے عشق میں کلکتہ بھی گئے۔ مثنوی فریاد عشق اس واقعہ عشق کی تفصیل ہے۔

نواب کلب علی خان کی وفات کے بعد حیدر آباد دکن کا رخ کیا۔ نظام دکن کی استادی کا شرف حاصل ہوا۔ دبیر الدولہ، فصیح الملک، نواب ناظم جنگ بہادر کے خطاب ملے۔ 1905ء میں فوج کی وجہ سے حیدر آباد میں وفات پائی۔ داغ کو جتنے شاگرد میسر آئے اتنے کسی بھی شاعر کو نہ مل سکے۔ ان کے شاگردوں کا سلسلہ پورے ہندوستان میں پھیلا ہوا تھا۔ اقبال، جگر مراد آبادی، سیما اکبر آبادی، حسن رضا بریلوی اور احسن مارہروی جیسے معروف شاعروں کو ان کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا

-----

## نواب مرزا داغ دہلوی کی شاعری

داغ معجز بیاں ہے کیا کہنا  
طرز سب سے جدا نکالی ہے  
داغ ما بھی کوئی شاعر ہے ذرا سچ کہنا  
جس کے ہر شعر میں ترکیب نئی بات نئی  
نہیں ملتا کسی مضمون سے ہمارا مضمون  
طرز اپنی ہی جدا سب سے جدا رکھتے ہیں

بر قول غالب: ”داغ کی اردو اتنی عمدہ ہے کہ کسی کی کیا ہوگی! ذوق نے اردو کو اپنی گود میں  
پالا تھا۔ داغ اس کو نہ صرف پال رہا ہے بلکہ اس کو تعلیم بھی دے رہا ہے۔“  
بر قول نفیس سندیلوی، ”داغ فطری شاعر تھے وہ غزل کے لیے پیدا ہوئے اور غزل اُن  
کے لیے ان کی زبان غزل کی جان ہے۔“

اردو شاعری میں زبان اور اس کی مزاج شناسی کی روایت کا آغاز سودا سے ہوتا ہے۔ یہ  
روایت ذوق کے توسط سے داغ تک پہنچی داغ نے اس روایت کو اتنا آگے بڑھایا کہ انہیں اپنے  
استاد ذوق اور پیش رو سودا دونوں پر فوقیت حاصل ہو گئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب داغ نے ہوش  
سنہا لا تو لال قلعے میں بہادر شاہ ظفر، استاد ذوق اور ان کے شاگرد زبان کو خرد پر چڑھا کر اس کے  
حسن کو نکھار رہے تھے۔ اور بہادر شاہ ظفر کے ہاتھوں اردو کو پہلی بار وہ اردو پن نصیب ہو رہا تھا۔ جسے  
بعد میں داغ کے ہاتھوں انتہائی عروج حاصل ہوا۔

داغ کے زمانے میں زبان کی دو سطحیں تھیں ایک علمی اور دوسری عوامی غالب علمی زبان  
کے نمائندے تھے۔ اور ان کی شاعری خواص تک محدود تھی۔ اس کے برعکس داغ کی شاعری عوامی تھی  
وہ عوام سے گفتگو کرتے تھے۔ لیکن ان کے اشعار خواص بھی پسند کرتے تھے۔ کیونکہ ان کے  
اشعار معاملات عشق کے تھے اور اُن موضوعات میں عوام و خواص دونوں کی دلچسپی زیادہ ہوتی

ہے۔ بر قول عطا: ”محبت کی گھاتیں اور حسن و عشق کی ادائیں داغ کے کلام کا طرہ امتیاز ہیں وہ عملی  
ماشق تھا اس کے اشعار اس کی عشقیہ وارداتوں کی ڈائری کے رنگین اور مصورا وراق ہیں۔“  
داغ زبان کے بادشاہ:۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ داغ اردو زبان کے بادشاہ ہیں۔ ان کے کلام میں زبان کا  
چٹکارہ، سلاست، صفائی، سحر آفرینی، رنگینی، شوخی چلبلاہٹ بلا کی پائی جاتی ہے۔ اردو زبان کو داغ کے  
ہاتھوں انتہائی عروج حاصل ہوا۔

تھے کہاں رات کو آئینہ تو لے کر دیکھو  
اور ہوتی ہے خطاوار کی صورت کیسی  
نہ ہمت، نہ قیمت، نہ دل ہے، نہ آنکھیں  
نہ ڈھونڈا، نہ پایا، نہ سمجھا، نہ دیکھا  
سادگی، بانکپن، اغماض، شرارت، شوخی  
تو نے انداز وہ پائے ہیں کہ جی جانتا ہے

حسن بیان:۔

داغ کی سب سے بڑی خوبی ان کی زبان کا حسن ہے۔ انہوں نے شاعری کو پیچیدہ ترکیبوں  
، فارسی اور عربی کے غیر مانوس الفاظ سے بچانے کی کوشش کی اور سیدھی سادھی زبان میں واقعات  
اور محسوسات کو بیان کیا۔ اس وجہ سے ان کا کلام تصنع اور تکلف سے خالی ہے۔

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ  
سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے  
کہتے ہیں اسے زبان اردو  
جس میں نہ ہو رنگ فارسی کا  
نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہہ دو  
کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے

زبان اور شاعری پر ناز:-

داغ زبان و بیان اور فصاحت کے علمبردار شاعر ہیں اس لئے وہ اپنی زبان اور شاعری پر ناز کرتے ہیں۔ اُن کی اس شاعرانہ تعلی کی مثالیں اُن کی شاعری میں جا بجا موجود ہیں۔

کیا پوچھتے ہو کون ہے یہ کس کی ہے شہرت  
کیا تم نے کبھی داغ کا دیواں نہیں دیکھا  
داغ معجز بیاں ہے کیا کہنا  
طرز سب سے جدا نکالی ہے  
داغ سا بھی کوئی شاعر ہے ذرا سچ کہنا  
جس کے ہر شعر میں ترکیب نئی بات نئی

صاف اور بامحاورہ زبان:-

داغ اپنی شاعری میں صاف اور بامحاورہ زبان استعمال کرتے ہیں۔ روزمرہ محاورے کا استعمال زیادہ کرتے ہیں، مثلاً:-

تو بھی اے ناصح کسی پر جان دے  
ہاتھ لا اُتاد کیوں کیسی کہی  
آپ کے سر کی قسم داغ کو پروا بھی نہیں  
آپ کے ملنے کا ہوگا جسے ارماں ہوگا  
غیر کی محفل میں مجھ کو مثل شمع  
آٹھ آٹھ آنسو رلایا آپ نے

صاف گوئی:-

داغ صاف صاف بات کرنے کے عادی ہیں اپنے دل کی بات واضح طور پر سامنے لاتے ہیں اور سادگی اختیار کرتے ہیں۔ اس سادگی اور صاف گوئی کی مثالیں جا بجا داغ کی شاعری میں نظر آتی ہے۔ مثلاً:-

ہم ساتھ ہو لئے تو کہا اُس نے غیر سے  
آتا ہے کون اس سے کہو یہ جدا چلے  
لے لئے ہم نے لپٹ کر بوسے  
وہ تو کہتے رہے ہر بار یہ کیا  
راہ میں ٹوکا تو جھنجھلا کر بولے  
دور ہو کج بخت یہ بازار ہے

حق گوئی:-

داغ کا ظاہر و باطن ایک ہے اور اُن کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ وہ عملی زندگی میں جو کچھ کرتے ہیں اس پر شرمندہ نہیں ہوتے اور اس کا شاعری میں برملا اظہار کرتے ہیں،

غضب کیا تیرے وعدے پہ اعتبار کیا  
تمام رات قیامت کا انتظار کیا  
شب وصل ایسی کھلی چاندنی  
وہ گھبرا کے بولے سحر ہو گئی  
دی شب وصل موزن نے اذال پچھلی رات  
ہائے کج بخت کو کس وقت خدا یاد آیا

کلام میں دلکشی خلوص و صداقت:-

داغ صرف زبان کے شاعر ہی نہیں بلکہ انہی شاعری میں صداقت اور خلوص کا جذبہ بھی کارفرما نظر آتا ہے۔ اُن کے کلام میں حد سے زیادہ دلکشی خلوص اور صداقت واضح طور پر نظر آتا ہے۔ مثلاً:-

جو گزرے ہیں داغ پر صدمے  
آپ بندہ نواز کیا جانیں  
تم کو چاہا تو خطا کیا ہے بتادو مجھ کو  
دوسرا کوئی تو اپنا سا دکھا دو مجھ کو

انفرادیت:-

داغ نے اپنے ہم عصر شعرا کی پیروی نہیں کی بلکہ اپنی الگ راہ سخن اور طرز گفتار نکالی جو ان سے شروع ہوئی اور ان ہی پر ختم ہوئی مثلاً! وہ خود کہتے ہیں کہ، ے  
یہ کیا کہا کہ داغ کو پہچانتے نہیں

وہ ایک ہی تو ہے سارے جہاں میں  
داغ معجز بیان ہے کیا کہنا  
طرز سب سے جدا نکالی ہے  
داغ ہی کے دم سے تھا لطف سخن  
خوش بیانی کا مزہ جاتا رہا

طنز و تعریض کی آمیزش:-

داغ کی شاعری کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ محبوب کے بارے میں ان کے لب و لہجے میں طنز و تعریض کی آمیزش نظر آتی ہے۔ مثلاً ے  
غیروں سے التفات پہ ٹوکا تو یہ کہا  
دنیا میں بات بھی نہ کرے کیا کسی سے ہم  
تمہارے خط میں نیا اک پیام کس کا تھا  
نہ تھا رقیب تو آخر وہ نام کس کا تھا  
تم کو آشفتنہ مزاجوں کی خبر سے کیا کام  
تم سنوارا کرو بیٹھے ہوئے گیسو اپنے

مکالمہ نگاری:-

داغ کی شاعری میں مکالمہ نگاری کو اہمیت حاصل ہے۔ وہ اشعار اس طرح کہتے ہیں جیسے کسی کو سامنے بٹھا کر باتیں کرتے ہوں اور یہ ان کی بہت بڑی خوبی ہے۔ مثلاً ے  
کیا کہا؟ پھر تو کہو! ہم نہیں سنتے تیری“

نہیں سنتے تو ہم ایسوں کو سناتے بھی نہیں  
خدا کے واسطے جھوٹی نہ کھائیے قسمیں  
مجھے یقین ہوا مجھ کو اعتبار آیا  
لطف مے تجھ سے کیا کہوں واعظ  
ہائے کجخت تو نے پی ہی نہیں

زبان دہلی کا استعمال:-

داغ نے لال قلعے میں پرورش پائی اور دہلی کی لگی کوچوں میں جوان ہوئے۔ اس لئے  
داغ اپنی شاعری میں زبان دہلی کا استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ے  
مستند اہل زباں خاص ہے دہلی والے  
اس میں غیروں کا تعرف نہیں مانا جاتا  
داغ کی شاعری کا محور:-

داغ کی شاعری صرف ایک محور پر گردش کرتی ہے اور وہ ہے عشق۔ مومن کی طرح ان  
کے ہاں بھی نفسیاتی بصیرت کا اظہار جگہ جگہ ملتا ہے۔ مثال کے طور پر کہتے ہیں، ے  
رخ روشن کی آگے شمع رکھ کے وہ یہ کہتے ہیں  
ادھر جاتا ہے دیکھیں یا ادھر پروانہ آتا ہے  
اپنی تصویر پہ نازاں ہو تمہارا کیا ہے  
آنکھ زنگ کی، دہن غنچے کا، حیرت میری  
قیامت ہیں بانگی ادائیں تمہاری  
ادھر آؤ لے لوں بلائیں تمہاری

جذبات کا شاعر:-

داغ نہ فلسفی تھے اور نہ کوئی بڑا نظریہ حیات رکھتے تھے وہ صرف شاعر تھے اور وہ بھی جذبات  
اور شغف کے شاعر اس نے اپنی شاعری میں جذبات کا بھرپور اظہار کیا ہے۔ مثلاً ے

بہت جلانے گا حوروں کو داغ بہشت میں  
 بغل میں اُس کے وہاں ہند کی پری ہوگی  
 جس میں لاکھوں برس کی حوریں ہوں  
 ایسی جنت کا کیا کرے کوئی  
 تو ہے ہر جائی تو اپنا بھی یہی طور سہی  
 تو نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی  
 خوبصورت چہروں کا دلدادہ :-

داغ کی زیادہ تر عمر عشق و عاشقی میں گزری۔ داغ خوبصورت چہروں کے دلدادہ رہے۔  
 خواہ وہ گوشت پوست کا انسان ہو یا پتھر کی مورت۔ اُن کی زندگی میں محبوب کے بچھڑنے کی کوئی  
 اہمیت نہیں۔ کیونکہ وہ بہت جلد دوسری محبت تلاش کر لیتے ہیں۔  
 بت ہی پتھر کے کیوں نہ ہوں اے داغ  
 اچھی صورت کو دیکھتا ہوں میں  
 اک نہ اک کو لگائے رکھتے ہیں  
 تم نہ دہوتے تو دوسرا ہوتا  
 کیا ملے گا کوئی حسیں نہ کہیں  
 دل بہل جائے گا کہیں نہ کہیں

معاملہ بندی :-

داغ کی معاملہ بندی انشاء، رنگین اور جرات کی طرح نہیں ہے وہ داغ کی اپنی ہے جس  
 میں بے تکلفی اور سچائی ہے اور تصنع اور بناوٹ سے بالکل غالی ہے مثال کے طور پر وہ کہتے ہیں،  
 پہلے گالی دی سوال وصل پر  
 پھر ہوا ارشاد کیوں کیسی کبھی  
 حوروں کا انتظار کرے کون حشر تک

مٹی کی ملے تو توروا ہے شباب میں  
 لے لئے ہم نے لپٹ کر بوسے  
 وہ تو کہتے رہے ہر بار یہ کیا  
 ناصح، واعظ اور رقیب :-

داغ کے ہاں ناصح اور واعظ اور رقیب کے لئے اچھوتے قسم کے مضامین ملتے ہیں عام  
 طور شعرا نے ناصح، رقیب اور واعظ کے ساتھ نئے انداز میں جھڑپ چھاڑ کی ہے لیکن داغ نے ان  
 کے دلوں کو ٹٹول کر ہمدردی اور افسوس کا اظہار بھی کیا ہے۔ مثلاً :-

وہ اس ادا سے وہاں جا کے شرم سار آیا  
 رقیب پر مجھے بے اختیار پیار آیا  
 کچھ تذکرہ رنجش معشوق جو آیا  
 دشمن کے بھی آنسو نکل آئے میرے آگے  
 لطف مے تجھ سے کیا کہوں واعظ  
 ہائے کجخت تو نے پی ہی نہیں

ترنم اور موسیقیت :-

داغ کی غزلوں کی پسندیدگی میں اس کے ترنم اور موسیقیت کو اہمیت حاصل ہے۔ غزلوں  
 کے ردیف اور قافیے کی تلاش میں ان کو کمال کا عبور حاصل ہے۔ اُن کی بحریں اور زمینیں نہایت  
 باغ و بہار ہیں اُن کے ہاں الفاظ کا استعمال نہایت بر محل اور برجستہ ہے۔ داغ غیر ضروری الفاظ  
 سے پرہیز کرتے ہیں بیان کی شوخی، بے تکلفی، طنز، جذبے کی فروانی اور تجربہ و مشاہدہ کی کثرت سے  
 ان کی غزلیں بھرپور ہیں۔ مثلاً :-

ابھی ہماری محبت کسی کو کیا معلوم  
 کسی کے دل کی حقیقت کسی کو کیا معلوم  
 بظاہر اُن کو حیا دار لوگ سمجھیں گے

حیا میں ہے جو شرارت کسی کو کیا معلوم  
تمہارے خط میں نیا اک سلام کس کا تھا  
نہ تھا رقیب تو آخر وہ نام کس کا تھا  
وفا کریں گے نبھائیں گے بات مانیں گے  
تمہیں بھی یاد ہے کچھ یہ کلام کس کا تھا

### نعت گوئی:

نواب مرزا داغ نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں مودبانہ نعت پاک کا نذرانہ  
بھی پیش کیا۔ آپ کے نعتیہ کلام جذبات کی صداقت کے آئینہ دار اور افراط و تفریط سے پاک ہیں۔  
آپ کی نعتوں میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کا بیان خوب صورت پیرایہ زبان  
میں کیا گیا ہے:۔

ظاہر میں غریب الغریاء پھر بھی یہ عالم  
شاہوں سے سوا سطوت سلطانِ مدینہ  
تو جو اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا  
یا نبی خوب ہوا خوب ہوا خوب ہوا  
شب معراج یہ کہتے تھے فرشتے باہم  
سخن طالب و مطلوب ہوا خواب ہوا

### مقبولیتِ عامہ:

داغ کے مصرعے جو محاورات بن کر اشعار کے قالب میں ڈھل کر ضرب الامثال بن گئے اور زبان  
زدخاں و عام ہو گئے ہیں۔

- (۱) ہر روز کی جھک جھک سے مرانا ک میں دم ہے
- (۲) حضرت داغ جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے

- (۳) تو نہیں اور نہ ہی اور نہیں اور نہ ہی
- (۴) آپکے سر کی قسم داغ کو پرواہ بھی نہیں
- (۵) ہائے نمخت تو نے پی ہی نہیں
- (۶) بہت دیر کی مہرباں آتے آتے
- (۷) جہاں بکتے ہیں نقارے وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں
- (۸) ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے
- (۹) کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے
- (۱۰) اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ

### مجموعی جائزہ:-

داغ کی شاعری کے متعلق فراق فرماتے ہیں: ”اردو شاعری نے داغ کے برابر کا فقرہ  
باز آج تک پیدا کیا ہے اور نہ آئندہ پیدا کر سکے گی۔“  
بہ قول رام بابو سکینہ: ”ان کی زبان کے ساتھ اس خدمت کی ضرورت قدر کرنی چاہیے کہ  
انہوں نے سخت اور معلن الفاظ ترک کئے اور سیدھے الفاظ استعمال کئے۔ جس سے کلام میں بے  
سنگی اور فصاحت مزید بڑھ گئی ہے۔“  
بہ قول غلیل الرحمن عظمیٰ: ”داغ کے طرز بیان میں جو صفائی اور فصاحت، جو چستی، جو نکھار،  
جو البیلا پن اور جوفی رچاؤ ملتا ہے وہ بہت کم غزل گوؤں کے حصے میں آیا ہے۔ داغ کا فن اُن کی  
شخصیت کی ایک تصویر ہے اس لئے اس میں بڑی جان ہے۔“  
حضرت داغ دہلوی کی شخصیت اور شاعری کے تجربے کے بعد آئیے آئندہ صفحات پر ان  
کے منتخب کلام نشانِ خاطر کریں۔

(ڈاکٹر) مشاہد رضوی، مالیگاؤں

+919420230235/+919021761740

☆☆☆

یہاں بھی تو وہاں بھی تو زمیں تیری فلک تیرا  
کہیں ہم نے پتہ پایا نہ ہرگز آج تک تیرا

صفات و ذات میں یکتا ہے تو اے واحد مطلق  
نہ کوئی تیرا ثانی ہے نہ کوئی مشترک تیرا

جمال احمد و یوسف کو رونق تو نے بخشی ہے  
ملاحات تجھ سے شیریں حن شیریں میں نمک تیرا

ترے فیض و کرم سے نار و نور آپس میں یکدل ہیں  
شناگر یک زباں ہر ایک ہے جن و ملک تیرا

نہ جلتا طور کیونکر کس طرح موسیٰ نہ غش کھاتے  
کہاں یہ تاب و طاقت جلوہ دیکھے مرد مک تیرا

دعا یہ ہے کہ وقت مرگ اسکی مشکل آساں ہو  
زباں پرداغ کے نام آئے یارب یک بہ یک تیرا

☆☆☆

(مرد مک (آنکھ کی پتلی)

☆☆☆

یا رب ہے بخش دینا بندے کو کام تیرا  
محروم رہ نہ جائے کل یہ غلام تیرا

جب تک ہے دل بغل میں ہر دم ہو یاد تیری  
جب تک زباں ہے منہ میں جاری ہو نام تیرا

ایمان کی کہیں گے ایمان ہے ہمارا  
احمد رسول تیرا مصحف کلام تیرا

ہے تو ہی دینے والا پستی سے دے بلندی  
اسفل مقام میرا اعلیٰ مقام تیرا

محروم کیوں رہوں میں جی بھر کے کیوں نہ لوں میں  
دیتا ہے رزق سب کو ہے فیض عام تیرا

یہ ”داغ“ بھی نہ ہو گا تیرے سوا کسی کا  
کونین میں ہے جو کچھ وہ ہے تمام تیرا

☆☆☆



☆☆☆

ہماری آنکھوں نے بھی تماشا عجب عجب انتخاب دیکھا  
برائی دیکھی ، بھلائی دیکھی ، عذاب دیکھا ، ثواب دیکھا

نہ دل ہی ٹھہرا ، نہ آنکھ جھپکی ، نہ چین پایا ، نہ خواب آیا  
خدا دکھائے نہ دشمنوں کو ، جو دوستی میں عذاب دیکھا

نظر میں ہے تیری کبریائی ، سما گئی تیری خود نمائی  
اگر چہ دیکھی بہت خدائی ، مگر نہ تیرا جواب دیکھا

پڑے ہوئے تھے ہزاروں پردے کلیم دیکھوں تو جب بھی خوش تھے  
ہم اس کی آنکھوں کے صدقے جس نے وہ جلوہ یوں بے حجاب دیکھا

یہ دل تو اے عشق گھر ہے تیرا ، جس کو تو نے بگاڑ ڈالا  
مکاں سے تالا مکان دیکھا ، تجھی کو خانہ خراب دیکھا

جو تجھ کو پایا تو کچھ نہ پایا ، یہ خاکداں ہم نے خاک پایا  
جو تجھ کو دیکھا تو کچھ نہ دیکھا ، تمام عالم خراب دیکھا

☆☆☆

☆☆☆

تو جو اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا  
یا نبی خوب ہوا خوب ہوا خوب ہوا

شب معراج یہ کہتے تھے فرشتے باہم  
سخن طالب و مطلوب ہوا خواب ہوا

حشر میں امت عاصی کا ٹھکانا ہی نہ تھا  
بخشنا تجھے مرغوب ہوا خوب ہوا

تھا سبھی پیش نظر معرکہ کرب و بلا  
صبر میں ثانی ایوب ہوا خوب ہوا

داغ ہے روز قیامت مری شرم اسکے ہاتھ  
میں گناہوں سے جو محبوب ہوا خوب ہوا

☆☆☆

خواب میں بھی نہ کسی شب وہ ستم گر آیا  
 وعدہ ایسا کوئی جانے کہ مقرر آیا  
 مجھ سے مے کش کو کہاں صبر، کہاں کی توبہ  
 لے لیا دوڑ کے جب سامنے ساغر آیا  
 غیر کے روپ میں بھیجا ہے جلانے کو مرے  
 نامہ بر ان کا نیا بھیس بدل کر آیا  
 سخت جانی سے مری جان بچے گی کب تک  
 ایک جب گندہ ہوا دوسرا خنجر آیا  
 داغ تھا درد تھا غم تھا کہ الم تھا کچھ تھا  
 لے لیا عشق میں جو ہم کو میسر آیا  
 عشق تاثیر ہی کرتا ہے کہ اس کافر نے  
 جب مرا حال سنا سنتے ہی جی بھر آیا  
 اس قدر شاد ہوں گویا کہ ملی ہفت اقلیم  
 آئینہ ہاتھ میں آیا کہ سکندر آیا  
 وصل میں ہائے وہ اترا کے مرا بول اٹھنا  
 اے فلک دیکھ تو یہ کون مرے گھر آیا  
 راہ میں وعدہ کریں جاؤں میں گھر پر تو کہیں  
 کون ہے، کس نے بلایا اسے، کیونکر آیا  
 داغ کے نام سے نفرت ہے، وہ جل جاتے ہیں  
 ذکر کم بخت کا آنے کو تو اکثر آیا

اب دل ہے مقام بے کسی کا  
 یوں گھر نہ تباہ ہو کسی کا  
 کس کس کو مزا ہے عاشقی کا  
 تم نام تو لو بھلا کسی کا  
 پھر دیکھتے ہیں عیش آدمی کا  
 بنتا جو فلک میر خوشی کا  
 گلشن میں ترے لبوں نے گویا  
 رس چوم لیا کلی کلی کا  
 لیتے نہیں بزم میں مرا نام  
 کہتے ہیں خیال ہے کسی کا  
 جیتے ہیں کسی کی آس پر ہم  
 احسان ہے ایسی زندگی کا  
 بنتی ہے بری کبھی جو دل پر  
 کہتا ہوں برا ہو عاشقی کا  
 ماتم سے مرے وہ دل میں خوش ہیں  
 منہ پر نہیں نام بھی نہیں کا  
 اتنا ہی تو بس کسر ہے تم میں  
 کہنا نہیں مانتے کسی کا  
 ہم بزم میں ان کی چپکے بیٹھے  
 منہ دیکھتے ہیں ہر آدمی کا

جو دم ہے وہ ہے بسا غنیمت  
سارا سودا ہے جیتے جی کا  
آغاز کو کون پوچھتا ہے  
انجام اچھا ہو آدمی کا  
روکیں انہیں کیا کہ ہے غنیمت  
آنا جانا کبھی کبھی کا  
ایسے سے جو داگ نے نباہی  
سچ ہے کہ یہ کام تھا اسی کا

☆☆☆

کس نے کہا کہ داغ وفا دار مرگیا  
وہ ہاتھ مل کے کہتے ہیں کیا یار مرگیا  
دام بلائے عشق کی وہ کشمکش رہی  
ایک اک پھڑک پھڑک کے گرفتار مرگیا  
آنکھیں کھلی ہوئی پس مرگ اس لئے  
جانے کوئی کہ طالب دیدار مرگیا  
جس سے کیا ہے آپ نے اقرار جی گیا  
جس نے سنا ہے آپ سے انکار مرگیا  
کس بیکی سے داغ نے افوس جان دی  
پڑھ کر ترے فراق کے اشعار مرگیا

☆☆☆

☆☆☆

دیکھو جو مسکرا کے تم آغوش نقش پا  
خیال کرے لب خاموش نقش پا

پانی مرے سراغ سے دشمن نے راہ دوست  
اے بیخودی مجھے نہ رہا ہوش نقش پا

میں خاکسار عشق ہوں آگاہ راز عشق  
میری زباں سے حال سنے گوش نقش پا

آئے بھی وہ چلے بھی گئے میری راہ سے  
میں نا مراد والہ و مدہوش نقش پا

یہ کون میرے کوچہ سے چھپ کر نکل گیا  
خالی نہیں ہے فتنوں سے آغوش نقش پا

یہ داغ کی تو خاک نہیں کوئے یار میں  
اک نشہ وصال ہے آغوش نقش پا

☆☆☆

☆☆☆

یہ قول کسی کا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا  
وہ کچھ نہیں کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا  
سن سن کے ترے عشق میں اغیار کے طعنے  
میرا ہی کلیجا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا  
ان کا یہی سنا ہے کہ وہ کچھ نہیں سنتے  
میرا یہی کہنا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا  
خط میں مجھے اول تو سنائی ہیں ہزاروں  
آخر میں یہ لکھا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا  
پھٹتا ہے جگر دیکھ کے قاصد کی مصیبت  
پوچھوں تو یہ کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا  
یہ خوب سمجھ لیجئے غماز وہی ہے  
جو آپ سے کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا  
تم کو یہی شایاں ہے کہ تم دیتے ہو دشام  
مجھ کو یہی زیبا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا  
مشاق بہت ہیں مرے کہنے کے پر اے داغ  
یہ وقت ہی ایسا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

☆☆☆

☆☆☆

آئینہ تصویر کا تیرے نہ لے کر رکھ دیا  
بو سے لینے کے لئے کعبے میں پتھر رکھ دیا  
ہم نے ان کے سامنے اول تو خنجر رکھ دیا  
پھر کلیجا رکھ دیا دل رکھ دیا سر رکھ دیا  
زندگی میں پاس سے دم بھر نہ ہوتے تھے جدا  
قبر میں تنہا مجھے یاروں نے کیونکر رکھ دیا  
دیکھنے اب ٹھوکریں کھاتی ہے کس کس کی نگاہ  
روزن دیوار میں ظالم نے پتھر رکھ دیا  
زلف خالی ہاتھ خالی کس جگہ ڈھونڈیں اسے  
تم نے دل لے کر کہاں اسے بندہ پرور رکھ دیا  
داغ کی شامت جو آئی اضطراب شوق میں  
حال دل کبخت نے سب ان کے منہ پر رکھ دیا

☆☆☆

☆☆☆

محبت میں کرے کیا کچھ کسی سے ہو نہیں سکتا  
مرا مرنا بھی تو میری خوشی سے ہو نہیں سکتا

کیا ہے وعدہ فردا انہوں نے دیکھے کیا ہو  
یہاں صبر و تحمل آج ہی سے ہو نہیں سکتا

چمن میں ناز بلبل نے کیا جب اپنے نالے پر  
چنگ کر غنچہ بولا کیا کسی سے ہو نہیں سکتا

ہوا ہوں اس قدر محبوب عرض مدعا کر کے  
اب تو عذر بھی شرمندگی سے ہو نہیں سکتا

خدا جب دوست ہے اے داغ کیا دشمن سے اندیشہ  
ہمارا کچھ کسی کی دشمنی سے ہو نہیں سکتا

☆☆☆

لے چلا جان مری روٹھ کے جانا تیرا  
ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا  
تو جو اے زلف پریشان رہا کرتی ہے  
کس کے اجڑے ہوئے دل میں ہے ٹھکانا تیرا

☆☆☆

کیا ذوق ہے کہ شوق ہے سو مرتبہ دیکھوں  
پھر بھی یہ کہوں جلوہ جاناں نہیں دیکھا

محشر میں وہ نادم ہوں خدا یہ نہ دکھائے  
آنکھوں نے کبھی اس کو پیشیاں نہیں دیکھا

ہر چند ترے قلم کی کچھ حد نہیں ظالم  
پر ہم نے کسی شخص کو نالاں نہیں رکھا

ملتا نہیں ہم کو دل گم گشتہ ہمارا  
تو نے تو کہیں اے غم جاناں نہیں دیکھا

لو اور سنو کہتے ہیں وہ دیکھ کے مجھ کو  
جو حال سنا تھا وہ پریشان نہیں دیکھا

کیا پوچھتے ہو کون ہے یہ کسی کی ہے شہرت  
کیا تم نے کبھی داغ کا دیواں نہیں دیکھا

☆☆☆

اپنی آنکھوں میں کوند گئی بجلی سی  
ہم نہ سمجھے کہ یہ آنا ہے کہ جانا تیرا

☆☆☆

ستم ہی کرنا جفا ہی کرنا نگاہ الفت کبھی نہ کرنا  
تصہیں قسم ہے ہمارے سر کی ہمارے حق میں کمی نہ کرنا  
ہماری میت پہ تم جو آنا تو چار آنسو گرا کے جانا  
ذرا رہے پاس آبرو بھی نہیں ہماری ہنسی نہ کرنا  
کہاں کا آنا کہاں کا جانا وہ جانتے ہی نہیں یہ رمیں  
وہاں ہے وعدے کی بھی یہ صورت کبھی تو کرنا کبھی نہ کرنا  
نہیں ہے کچھ قتل انکا آساں یہ سخت جاں ہیں بری بلا کے  
قضا کو پہلے شریک کرنا یہ کام اپنی خوشی نہ کرنا  
مری تو ہے بات زہراں کو وہ ان کے مطلب ہی کی نہ کیوں ہو  
کہ ان سے جو التجا سے کہنا غضب ہے ان کو وہی نہ کرنا  
وہ ہے ہمارا طریق الفت کہ دشمنوں سے بھی مل کے چلنا  
یہ ایک شیوہ ترا ستمگر کہ دوست سے دوستی نہ کرنا  
ہم ایک رسہ گلی کا اس کی دکھا کے اس کو ہوئے پیشیاں  
یہ حضرت خضر کو جتا دو کسی کی تم رہبری نہ کرنا  
بیاں درد فراق کیا کہ ہے وہاں اپنی یہ حقیقت  
جو بات کرنی تو نالہ کرنا نہیں تو وہ بھی کبھی نہ کرنا

مدار ہے ناصحو تمھی پر تمام اب اس کی منصفی کا  
زرا تو کہنا خدا لگی بھی فہم سخن پروری نہ کرنا

☆☆☆

خاطر سے یا لحاظ سے میں مان تو گیا  
جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا  
دل لے کے مفت کہتے ہیں کہ کام کا نہیں  
اُلٹی شکایتیں ہوئیں، احسان تو گیا  
دیکھا ہے بت کدے میں جو اے شیخ، کچھ نہ پوچھ  
ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان تو گیا  
افتائے راز عشق میں گو ذلتیں ہوئیں  
لیکن اُسے جتا تو دیا، جان تو گیا  
گو نامہ بر سے خوش نہ ہوا، پر ہزار شکر  
مجھ کو وہ میرے نام سے پہچان تو گیا  
بزمِ عدو میں صورتِ پروانہ دل میرا  
گو رشک سے جلا تیرے قربان تو گیا  
ہوش و ہواس و تاب و تواں داغ جا چکے  
اب ہم بھی جانے والے ہیں سامان تو گیا

☆☆☆

کعبے کی سمت جا کے مرا دھیان پھر گیا  
اس بت کو دیکھتے ہی بس ایمان پھر گیا

محشر میں داد خواہ جو اے دل نہ تو ہوا  
تو جان لے یہ باتھ سے میرا پھر گیا

چھپ کر کہاں گئے تھے وہ شب کو کہ میرے گھر  
سو بار آ کے ان کا نگہبان پھر گیا

رواق جو آ گئی پسینے سے موت کے  
پانی ترے مریض پر اک آن پھر گیا

گریے نے ایک دم میں بنا دی وہ گھر کی شکل  
میری نظر میں صاف بیابان پھر گیا

لائے تھے کوئے یار سے ہم داغ کو ابھی  
لو اس کی موت آئی وہ نادان پھر گیا

☆☆☆

☆☆☆

بت کو بت اور خدا کو جو خدا کہتے ہیں  
ہم بھی دیکھیں تو اسے دیکھ کے کیا کہتے ہیں

ہم تصور میں بھی جو بات ذرا کہتے ہیں  
سب میں اڑ جاتی ہے ظالم اسے کیا کہتے ہیں

جو بھلے ہیں وہ بروں کو بھی بھلا کہتے ہیں  
نہ برا سنتے ہیں اچھے نہ برا کہتے ہیں

وقت ملنے کا جو پوچھا تو کہا کہہ دیں گے  
غیر کا حال جو پوچھا تو کہا کہتے ہیں

نہیں ملتا کسی مضمون سے ہمارا مضمون  
طرز اپنی ہے جدا سب سے جدا کہتے ہیں

پہلے تو داغ کی تعریف ہوا کرتی تھی  
اب خدا جانے وہ کیوں اس کو برا کہتے ہیں

☆☆☆

☆☆☆

غضب کیا تیرے وعدے کا اعتبار کیا  
تمام رات قیامت کا انتظار کیا  
کسی طرح جو نہ اس بت نے اعتبار کیا  
مری وفا نے مجھے خوب شرمسار کیا  
وہ دل کو تاب کہاں ہے کہ ہو مال اندیش  
انہوں نے وعدہ کیا اس نے اعتبار کیا  
نہ اس کے دل سے مٹایا کہ صاف ہو جاتا  
صبا نے خاک پریشاں مرا غبار کیا  
تری نگاہ کے تصور میں ہم نے اے قاتل  
لگا لگا کے گلے سے چھری کو پیار کیا  
ہوا ہے کوئی مگر اس کا چاہنے والا  
کہ آسمان نے ترا شیوہ اختیار کیا  
نہ پوچھ دل کی حقیقت مگر یہ کہتے ہیں  
وہ بے قرار رہے جس نے بے قرار کیا  
وہ بات کر جو کبھی آسمان سے ہو نہ سکے  
ستم کیا تو بڑا تو نے افتخار کیا

☆☆☆

☆☆☆

زباں بلاؤ تو ہو جائے فیصلہ دل کا  
اب آچکا ہے لبوں پر معاملہ دل کا  
خدا کے واسطے کر لو معاملہ دل کا  
کہ گھر کے گھر ہی میں ہو جائے فیصلہ دل کا  
تم اپنے ساتھ ہی تصویر اپنی لے جاؤ  
نکل لیں گے کوئی اور مشغلہ دل کا  
قصور تیری نگہ کا ہے کیا خطا اس کی  
لگاؤں نے بڑھا یا ہے حوصلہ دل کا  
شباب آتے ہی اسے کاش موت بھی آتی  
ابھارتا ہے اسی سن میں ولولہ دل کا  
جو منصفی ہے جہاں میں تو منصفی تیری  
اگر معاملہ ہے تو معاملہ دل کا  
ملی بھی ہے کبھی عاشقی کی داد دنیا میں  
ہوا بھی ہے کبھی کم بخت فیصلہ دل کا  
ہماری آنکھ میں بھی اشک گرم ایسے ہیں  
کہ جن کے آگے بھرے پانی آبدہ دل کا  
ہوا نہ اس سے کوئی اور کانوں کاں خبر  
الگ الگ ہی رہا سب معاملہ دل کا  
اگر چہ جان پہ بن بن گئی محبت میں  
کسی کے منہ پر نہ رکھا غلہ دل کا  
ازل سے تابہ ابد عشق ہے اس کے لئے  
ترے مٹائے مٹے گا نہ سلسلہ دل کا  
کچھ اور بھی تجھے اے داغ بات آتی ہے  
وہی بتوں کی شکایت وہی گلہ دل کا



☆☆☆

بنتی ہے بری کبھی جو دل پر  
کہتا ہوں برا ہو عاشقی کا

ماتم سے مرے وہ دل میں خوش ہیں  
منہ پر نہیں نام بھی ہنسی کا

اتنا ہی تو بس کسر ہے تم میں  
کہنا نہیں مانتے کسی کا

ہم بزم میں ان کی چپکے بیٹھے  
منہ دیکھتے ہیں ہر آدمی کا

جو دم ہے وہ ہے بسا غنیمت  
سارا سودا ہے جیتے جی کا

آغاز کو کون پوچھتا ہے  
انجام اچھا ہو آدمی کا

روکیں انہیں کیا کہ ہے غنیمت  
آنا جانا کبھی کبھی کا

ایسے سے جو داغ نے نباہی  
سچ ہے کہ یہ کام تھا اسی کا

☆☆☆

☆☆☆

تمہارے خط میں نیا اک سلام کس کا تھا  
نہ تھا رقیب تو آخر وہ نام کس کا تھا

وہ قتل کر کے مجھے ہر کسی سے پوچھتے ہیں  
یہ کام کس نے کیا ہے، یہ کام کس کا تھا

وفا کریں گے، نبائیں گے، بات مانیں گے  
تھیں بھی یاد ہے کچھ، یہ کلام کس کا تھا

رہا نہ دل میں وہ بے درد اور درد رہا  
مقیم کون ہوا ہے، مقام کس کا تھا

نہ پوچھ گچھ تھی کسی کی وہاں نہ آؤ بھگت  
تمہاری بزم میں کل اہتمام کس کا تھا

تمام بزم جسے سن کے رہ گئی مشاق  
کہو، وہ تذکرہ نا تمام کس کا تھا

گزر گیا وہ زمانہ، کہوں تو کس سے کہوں  
خیال دل کو مرے صبح و شام کس کا تھا

☆☆☆

حضرت دل آپ میں جس دھیان میں  
مر گئے لاکھوں اسی ارمان میں

گر فرشتہ و ش ہوا کوئی تو کیا  
آدمیت چاہئے انسان میں

جس نے دل کھویا اسی کو کچھ ملا  
فائدہ دیکھا ۔ اسی نقصان میں

کسی نے ملنے کا کیا وعدہ ۔ کہ داغ  
آج ہو تم اور ہی سامان میں

عذر آنے میں بھی ہے اور بلاتے بھی نہیں  
باعث ترک ملاقات بتاتے بھی نہیں

منتظر ہیں دم رخصت کہ یہ مر جائے تو جائیں  
پھر یہ احسان کہ ہم چھوڑ کے جاتے بھی نہیں

سر اٹھاؤ تو سہی آنکھ ملاؤ تو سہی  
نشہ مے بھی نہیں نیند کے ماتے بھی نہیں

ہر اک سے کہتے ہیں کیا داغ بے وفا نکلا  
یہ پوچھے ان سے کوئی وہ غلام کس کا تھا

عجب اپنا حال ہوتا، جو وصال یار ہوتا  
کبھی جان صدقے ہوتی، کبھی دل ثار ہوتا

نہ مزہ ہے دشمنی میں، نہ ہے لطف دوستی میں  
کوئی غیر غیر ہوتا، کوئی یار یار ہوتا

یہ مزہ تھا دل لگی کا، کہ برابر آگ لگتی  
نہ تمہیں قرار ہوتا، نہ ہمیں قرار ہوتا

ترے وعدے پر متمکر، ابھی اور صبر کرتے  
مگر اپنی زندگی کا، ہمیں اعتبار ہوتا

☆☆☆

☆☆☆

دل میں ہے غم و رنج و الم - حرص و ہوا بند  
دنیا میں شخص کا ہمارے نہ کھلا بند  
موقوف نہیں دام و قفس پر ہی اسیری  
ہر غم میں گرفتار ہوں ہر فکر میں پابند  
اے حضرت دل! جانیے - میرا بھی خدا ہے  
بے آپ کے رہنے کا نہیں کام مرا بند  
دم رکتے ہی سینہ سے نکل پڑتے ہیں آنسو  
بارش کی علامت ہے جو ہوتی ہے ہوا بند  
کہتے تھے ہم - اے داغ وہ کوچہ ہے خطرناک  
چھپ چھپ کے مگر آپ کا جانا نہ ہوا بند

☆☆☆

جہاں تیرے جلوہ سے معمور نکلا  
پڑی آنکھ جس کوہ پر طور نکلا  
یہ سمجھے تھے ہم ایک چرکہ ہے دل پر  
دبا کر جو دیکھا - تو ناسور نکلا  
نہ نکلا کوئی بات کا اپنی پورا  
مگر ایک نکلا تو منصور نکلا  
وجود و عدم دونوں گھر پاس نکلے  
نہ یہ دور نکلا - نہ وہ دور نکلا  
سمجھتے تھے ہم داغ گمنام ہو گا  
مگر وہ تو عالم میں مشہور نکلا

☆☆☆

کیا کہا؟، پھر تو کہو، ”ہم نہیں سنتے تیری“  
نہیں سنتے تو ہم ایسوں کو سناتے بھی نہیں

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں  
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

مجھ سے لاغر تری آنکھوں میں کھٹکتے تو رہے  
تجھ سے نازک مری نظروں میں سماتے بھی نہیں

دیکھتے ہی مجھے محفل میں یہ ارشاد ہوا  
کون بیٹھا ہے اسے لوگ اٹھاتے بھی نہیں

ہو چکا قلع تعلق تو جفائیں کیوں ہوں  
جن کو مطلب نہیں رہتا وہ ستاتے بھی نہیں

زیت سے تنگ ہوا اے داغ تو کیوں جیتے ہو؟  
جان پیاری بھی نہیں، جان سے جاتے بھی نہیں

☆☆☆

☆☆☆

کعبے کی ہے ہوں کبھی کوئے بتاں کی ہے  
مجھ کو خبر نہیں مری مٹی کہاں کی ہے  
سن کر مرا فسانہ انہیں لطف آگیا  
سنتا ہوں اب کہ روز طلب قصہ خواں کی ہے  
پیغامبر کی بات پر آپس میں رنج کیا  
میری زباں کی ہے نہ تمہاری زباں کی ہے  
کچھ تازگی ہو لذتِ آزار کے لئے  
ہر دم مجھے تلاش نئے آسماں کی ہے  
جانبر بھی ہو گئے ہیں بہت مجھ سے نیم جان  
کیا غم ہے اے طیب جو پوری دہاں کی ہے  
حسرت برس رہی ہے ہمارے مزار پر  
کہتے ہیں سب یہ قبر کسی نوجواں کی ہے  
وقتِ خرام ناز دکھا دو جدا جدا  
یہ چال حشر کی یہ روش آسماں کی ہے  
فرصت کہاں کہ ہم سے کسی وقت تو ملے  
دن غیر کا ہے رات ترے پاساں کی ہے  
قاصد کی گفتگو سے تسلی ہو کس طرح  
چھپتی نہیں وہ بات جو تیری زباں کی ہے

☆☆☆

وہ زمانہ نظر نہیں آتا  
کچھ ٹھکانہ نظر نہیں آتا

دل نے اس بزم میں بٹھا تو دیا  
اٹھ کے جانا نظر نہیں آتا

رہتے مشتاق جلوہ دیدار  
ہم نے مانا نظر نہیں آتا

لے چلو مجھکو رہروانِ عدم  
یہاں ٹھکانہ نظر نہیں آتا

دل پر آرزو لٹا اے داغ  
وہ خزانہ نظر نہیں آتا

☆☆☆

☆☆☆

مانند گل ہیں میرے جگر میں چراغِ داغ  
پروانے دیکھتے ہیں تماشاے باغِ داغ  
مرگِ عدو سے آپ کے دل میں چھپا نہ ہو  
میرے جگر میں اب نہیں ملتا سراغِ داغ  
دل میں قمر کے جب سے ملی ہے اسے جگہ  
اس دن سے ہو گیا ہے فلک پر دماغِ داغ  
تاریکی لحد سے نہیں دل جلے کو خوف  
روشن رہے گا تا بہ قیامت چراغِ داغ  
مولا نے اپنے فضل و کرم سے بچا لیا  
رہتا وگرنہ ایک زمانے کو داغِ داغ

☆☆☆

ناروا کہیے ناسزا کہیے  
کہیے کہیے مجھے برا کہیے  
تجھ کو بد عہد و بے وفا کہیے  
ایسے جھوٹے کو اور کیا کہیے  
پھر نہ رکیے جو مدعا کہیے  
ایک کے بعد دوسرا کہیے  
آپ اب میرا منہ نہ کھلوائیں  
یہ نہ کہیے کہ مدعا کہیے  
وہ مجھے قتل کر کے کہتے ہیں  
مانتا ہی نہ تھا یہ کیا کہیے

جورِ رقیب و ظلمِ فلک کا نہیں خیال  
تشویش ایک خاطرِ نا مہرباں کی ہے  
سن کر مرا فسانہ غم اس نے یہ کہا  
ہو جائے جھوٹ سچ یہی خوبی بیاں کی ہے  
دامنِ سنبھال باندھ کمر آستیں چڑھا  
خجر نکال دل میں اگر امتحاں کی ہے  
ہر ہر نفس میں دل سے نکلنے لگا غبار  
کیا جانے گردِ راہ یہ کس کارواں کی ہے  
کیونکر نہ آتے خلد سے آدمِ زمین پر  
موزوں وہیں وہ خوب ہے جو سنتے جہاں کی ہے  
تقدیر سے یہ پوچھ رہا ہوں کہ عشق میں  
تدبیر کوئی بھی ستمِ ناگہاں کی ہے

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ  
ہندوستان میں دھوم ہماری زباں کی ہے

☆☆☆

دل میں رکھنے کی بات ہے غم عشق  
 اس کو ہرگز نہ برملا کہیے  
 تجھ کو اچھا کہا ہے کس کس نے  
 کہنے والوں کو اور کیا کہیے  
 وہ بھی سن لیں گے یہ کبھی نہ کبھی  
 حالِ دل سب سے جا بجا کہیے  
 مجھ کو کہیے برا نہ غیر کے ساتھ  
 جو ہو کہنا جدا جدا کہیے  
 انتہا عشق کی خدا جانے  
 دم آخر کو ابتدا کہیے  
 میرے مطلب سے کیا غرض مطلب  
 آپ اپنا تو مدعا کہیے  
 صبرِ فرقت میں آ ہی جاتا ہے  
 پر اسے دیر آشنا کہیے  
 آ گئی آپ کو میسائی  
 مرنے والوں کو مرجا کہیے  
 آپ کا خیر خواہ میرے سوا  
 ہے کوئی اور دوسرا کہیے  
 ہاتھ رکھ کر وہ اپنے کانوں پر  
 مجھ سے کہتے ہیں ماجرا کہیے  
 ہوش جاتے رہے رقیبوں کے  
 داغ کو اور با وفا کہیے

☆☆☆

ساز، یہ کینہ ساز کیا جائیں  
 ناز والے نیاز کیا جائیں

کب کسی در کی جُہ سائی کی  
 شیخ صاحب نماز کیا جائیں

جو رہ عشق میں قدم رکھیں  
 وہ نشیب و فراز کیا جائیں

پوچھئے مے کشوں سے لطفِ شراب  
 یہ مزہ پاک باز کیا جائیں

حضرتِ خضر جب شہید نہ ہوں  
 لطفِ عمر دراز کیا جائیں

جو گزرتے ہیں داغ پر صدمے  
 آپ بندہ نواز کیا جائیں

☆☆☆

☆☆☆

کیوں چراتے ہو دیکھ کر آنکھیں  
کر چکیں میرے دل میں گھر آنکھیں

چشمِ زکس کو دیکھ لیں پھر ہم  
تم دکھا دو جو اک نظر آنکھیں

ہے دوا انکی آتش رخسار  
سیکھتے ہیں اس آگ پر آنکھیں

کوئی آسان ہے تیرا دیدار  
پہلے بنوائے تو بشر آنکھیں

جلوۂ یار کی نہ تاب ہوئی  
ٹوٹ آئیں ہیں کس قدر آنکھیں

دل کو تو گھونٹ گھونٹ کر رکھا  
مانتی ہی نہیں مگر آنکھیں

نہ گئی تاک جھانک کی عادت  
لئے پھرتی ہیں در بہ در آنکھیں

☆☆☆

لطف وہ عشق میں پائے ہیں کہ جی جانتا ہے  
رنج بھی ایسے اٹھائے ہیں کہ جی جانتا ہے

سادگی، بانگین، اغماز، شرارت، شوخی  
تُو نے انداز وہ پائے ہیں کہ جی جانتا ہے

مسکراتے ہوئے وہ مجمعِ اغیار کے ساتھ  
آج یوں بزم میں آئے ہیں کہ جی جانتا ہے

انہی قدموں نے تمہارے انہی قدموں کی قسم  
خاک میں اتنے ملائے ہیں کہ جی جانتا ہے

تم نہیں جانتے اب تک یہ تمہارے انداز  
وہ مرے دل میں سمائے ہیں کہ جی جانتا ہے

داغِ وارفتہ کو ہم آج ترے کوچے سے  
اس طرح کھینچ کے لائے ہیں کہ جی جانتا ہے

☆☆☆

ناوک و نیشتر تری پلکیں  
سحر پرداز و فتنہ گر آنکھیں

یہ نرالا ہے شرم کا انداز  
بات کرتے ہو ڈھانک کر آنکھیں

خاک پر کیوں ہو نقشِ پاتیرا  
ہم بچھائیں زمین پر آنکھیں

نوحہ گر کون ہے مقدر میں  
رونے والوں میں ہیں مگر آنکھیں

یہی رونا ہے گر شبِ غم کا  
پھوٹ جائیں گی تا سحر آنکھیں

حالِ دل دیکھنا نہیں آتا  
دل کی بنوائیں چارہ گر آنکھیں

داغ آنکھیں نکالتے ہیں وہ  
انکو دے دو نکال کر آنکھیں

☆☆☆

☆☆☆

دیکھتا جا ادھر او قہر سے ڈرنے والے  
نیچے نظریں کیے محشر میں گزرنے والے  
راہ دیکھیں گے نہ دنیا سے گزرنے والے  
ہم تو جاتے ہیں، ٹھہر جائیں ٹھہرنے والے  
قلزمِ عشق سے اے خضر! ہمیں خوف نہیں  
بیٹھ کر تہ میں ابھرتے ہیں ابھرنے والے  
اس گذر گاہ سے پہنچیں تو کہیں منزل تک  
جیسے گزرے گی گذاریں گے گزرنے والے  
منہ نہ پھیرا جگر و دل نے صفِ مژگاں سے  
سچ تو یہ، وہ بھی برے ہوتے ہیں مرنے والے  
ہو کے لبریز نہ چھلکے گا مرا ساغرِ دل  
میکدے سو ہوں اگر لاکھ ہوں بھرنے والے  
ایک تو حسنِ بلا، اس پہ بناوٹِ آفت  
گھر بگاڑیں گے ہزاروں کے سنورنے والے  
کیا جہانِ گذراں میں بھی لگے ہے گذری  
مول لے جاتے ہیں غم یاں سے گزرنے والے  
قتل ہوں گے ترے ہاتھوں سے خوشی اس کی ہے  
آج اترائے ہوئے پھرتے ہیں مرنے والے  
تیرے گیسوئے پریشان نہ کریں سودائی  
سر نہ ہو جائیں کسی کے یہ بکھرنے والے



آہ کے ساتھ فلک سے یہ ندائیں آئیں  
 جل گئے سایہ طوبیٰ میں ٹھہرنے والے  
 حشر میں لطف ہو جب ان سے ہوں دو دو باتیں  
 وہ کہیں، کون ہو تم؟ ہم کہیں، مرنے والے  
 کشتی نوح سے بھی کود پڑوں طوفاں میں  
 دیں سہارا جو مجھے پار اترنے والے  
 خوش نوائیٰ نے رکھا ہم کو اسیر اے صیاد!  
 ہم سے اچھے رہے صدقے میں اترنے والے  
 کیا تری کاکل شب گوں کی بلائیں لیں گے  
 بوالہوس تیرگی بخت سے ڈرنے والے  
 ہے وہی قبر، وہی جبر، وہی کبر و غرور  
 بت خدا ہیں مگر انصاف نہ کرنے والے  
 غسل میت کی شہیدوں کو ترے کیا حاجت  
 بے نہائے بھی نکھرتے ہیں نکھرنے والے

حضرت داغ جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے  
 اور ہوں گے تری محفل سے ابھرنے والے

☆☆☆

☆☆☆  
 چھی صورت پہ غضب ٹوٹ کے آنا دل کا  
 یاد آتا ہے ہمیں ہائے زمانہ دل کا

تم بھی چوم لو، بے ساختہ پیار آ جائے  
 میں سناؤں جو کبھی دل سے فسانہ دل کا

ان حسینوں کا لڑکپن ہی رہے یا اللہ  
 ہوش آتا ہے تو آتا ہے ستانا دل کا

پوری مہندی بھی لگانی نہیں آئی اب تک  
 کیوں کر آیا تجھے غیروں سے لگانا دل کا

حور کی شکل ہو تم، نور کے پتلے ہو تم  
 اور اس پر تمہیں آتا ہے جلانا دل کا

بعد مدت کے یہ اے داغ سمجھ میں آیا  
 وہی دانا ہے، کہا جس نے نہ مانا دل کا

☆☆☆

☆☆☆

سبق ایسا پڑھا دیا تو نے  
دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے

لاکھ دینے کا ایک دینا ہے  
دلِ بے مدعا دیا تو نے

بے طلب جو ملا، ملا مجھ کو  
بے غرض جو دیا، دیا تو نے

کہیں مشتاق سے حجاب ہوا  
کہیں پردہ اٹھا دیا تو نے

مٹ گئے دل سے نقشِ باطل سب  
نقشِ اپنا جما دیا تو نے

مجھ گناہگار کو بخش دیا  
تو جہنم کو کیا دیا تو نے

داغ کو کون دینے والا تھا  
اے خدا! جو دیا، دیا تو نے

☆☆☆

☆☆☆

ہائے دو دل جو کبھی مل کے جدا ہوتے ہیں  
نہیں معلوم وہ کیا کرتے ہیں کیا ہوتے ہیں

جی میں آئے تو کبھی فاتحہ دلوا دینا  
آخری وقت ہے ہم تم سے جدا ہوتے ہیں

دیکھیں مسجد ہو کہ مے خانہ ہو پہلے آباد  
دونوں دیوار بہ دیوار بنا ہوتے ہیں

دوست دشمن ہیں سبھی بزم میں دیکھیں کیا ہو  
کس سے خوش ہوتے ہیں وہ کس سے خفا ہوتے ہیں

پار ہوتی ہیں کیلجے سے نگاہیں اُن کی  
قدر انداز کے کب تیر خطا ہوتے ہیں

☆☆☆

تو نے کی غیر سے کل میری بُرائی کیوں کر  
 گر نہ تھی دل میں تو لب پر تیرے آئی کیوں کر  
 نہ کہوں گا نہ کہوں گا نہ کہوں گا ہر گز  
 جا کے اُس بزم میں شامت میری آئی کیوں کر  
 کھل گئی بات جب اُن کی تو وہ یہ پوچھتے ہیں  
 منہ سے نکلی ہوئی ہوتی ہے پرائی کیوں کر  
 داد خواہوں سے وہ کہتے ہیں کہو ہم بھی تو سنیں  
 دو گے تم حشر میں سب مل کے دہائی کیوں کر  
 وہ یہاں آئیں وہاں غیر کا گھر ہو برباد  
 اس طرح سے ہو صفائی میں صفائی کیوں کر  
 آئینہ دیکھ کے وہ کہنے لگے آپ ہی آپ  
 ایسے اچھے کی کرے کوئی بُرائی کیوں کر  
 اُس نے صدقے میں کیے آج ہزاروں آزاد  
 دیکھئے ہوتی ہے عاشق کی رہائی کیوں کر  
 داغ کو مہر کہا اشک کو دریا تم نے  
 اور پھر کرتے ہیں چھوٹوں کی برائی کیوں کر  
 داغ کل تک تو دعا آپ کی مقبول نہ تھی  
 آج منہ مانگی مراد آپ نے پائی کیوں کر

دنیا میں آدمی کو مصیبت کہاں نہیں  
 وہ کون سی زمیں ہے جہاں آسماں نہیں  
 کس طرح جان دینے کے اقرار سے پھروں  
 میری زبان ہے یہ تمہاری زباں نہیں  
 اے موت تو نے دیر لگائی ہے کس لینے  
 عاشق کا امتحان ہے تیرا امتحان نہیں  
 تنہا بھی جب رہے تو وہ رہتے ہیں ہوشیار  
 خود اپنے پاساں ہیں اگر پاساں نہیں  
 ایسا خط اُن کو راہ میں ملتا ہے روز ایک  
 جس میں کسی کا نام کسی کا نشان نہیں

گر ہو سلوک کرنا انسان کر کے بھولے  
 احسان کا مزا ہے احسان کر کے بھولے  
 نشتر سے کم نہیں ہے کچھ چھیرِ آرزو کی  
 عاشق مزاج کیوں کر ارمان کر کے بھولے  
 وعدہ کیا پھر اُس پر تم نے قسم بھی کھائی  
 کیا بھول ہے انساں پیمان کر کے بھولے  
 وعدے کی شب رہا ہے کیا انتظار مجھ کو  
 آنے کا وہ یہاں تک سامان کر کے بھولے

☆☆☆

حسن کی تم پر حکومت ہو گئی  
ضبط آنکھوں کی مزوت ہو گئی  
یہ نہ پوچھو کیوں یہ حالت ہو گئی  
خود بدولت کی بدولت ہو گئی  
لے گئے آنکھوں ہی آنکھوں میں وہ دل  
ہوشیاری اپنی غفلت ہو گئی  
وہ جو تجھ سے دوستی کرنے لگا  
مجھ کو دشمن سے محبت ہو گئی  
اس قدر بھی سادگی اچھی نہیں  
عاشقوں کی پاک نیت ہو گئی  
مان کر دل کا کہا پکھتائے ہم  
عمر بھر کو اب نصیحت ہو گئی  
کیا عجب ہے گر ترا ثانی نہیں  
اچھی صورت ایک صورت ہو گئی  
غیر بھی روتے ہیں تیرے عشق میں  
کیا مری قسمت کی قسمت ہو گئی  
اس کی مڑگاں پر ہوا قربان دل  
تیر تگلوں پر قناعت ہو گئی  
جب ریاست اپنی آبائی مٹی  
نوکری کی ہم کو حاجت ہو گئی

اپنے کئے پہ نازاں ہو آدمی نہ ہر گز  
طاعت ہو یا اطاعت انسان کر کے بھولے  
خود ہی مجھے بلایا پھر بات بھی نہ پوچھی  
وہ انجمن میں اپنی مہمان کر کے بھولے  
یہ بھول بھی ہماری ہے یادگار دیکھو  
دل دے کے مفت اپنا نقصان کر کے بھولے  
تم سے وفا جو کی ہے ہم سے خطا ہوئی ہے  
ایسا تصور کیوں کر انسان کر کے بھولے  
آخر تو آدمی تھے نیاں کیوں نہ ہوتا  
میری شاخت شب کو دربان کرے بھولے  
اب یاد ہے اسی کی فریاد ہے اسی کی  
سارے جہاں کو جس کا ہم دھیان کر کے بھولے  
اب عشق کا صحیفہ یوں دل سے مٹ گیا ہے  
جس طرح یاد کوئی قرآن کر کے بھولے  
اے داغ اپنا احساں رکھے گا یاد قاتل  
وہ اور میری مشکل آسان کر کے بھولے

☆☆☆

☆☆☆

یہ قول کسی کا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا  
وہ کچھ نہیں کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا  
سُن سُن کے تیرے عشق میں اغیار کے طعنے  
میرا ہی کلیجا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا  
اُن کا یہی سننا ہے کہ وہ کچھ نہیں سنتے  
میرا یہی کہنا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا  
خط میں وہ مجھے ازل تو سنائی ہیں ہزاروں  
آخر میں لکھا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا  
پھٹتا ہے جگر دیکھ کے قاصد کی مصیبت  
پوچھو تو یہ کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا  
یہ خوب سمجھ لیجئے غماز وہی ہے  
جو آپ سے کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا  
تم کو یہی ثایاں ہے کہ تم دیتے ہو دشنام  
مجھ کو یہی زیبا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا  
مشاق بہت ہیں مرے کہنے کے پر اے داغ  
یہ وقت ہی ایسا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

☆☆☆

شاعروں کی بھی طبیعت ہے ولی  
جو نئی سوچھی کرامت ہو گئی  
تیری زلفوں کا اثر تجھ پر نہیں  
دیکھتے ہی مجھ کو وحشت ہو گئی  
کھیل سمجھے تھے لڑکپن کو تیرے  
بیٹھتے اٹھتے قیامت ہو گئی  
مفت پیتے ہیں وہ ہر قسم کی  
جن کو مے خانے کی خدمت ہو گئی  
میرے دل سے غم تراکیوں دور ہو  
پاس رہنے کی محبت ہو گئی  
کہتے ہیں کب تک کوئی گھبرانہ جائے  
دل میں رہتے رہتے مدت ہو گئی  
نقشہ بگڑا رہتے رہتے غصہ ناک  
کٹ کھنی قاتل کی صورت ہو گئی

داغ کا دم ہے غنیمت بزم میں  
دو گھڑی کو گرم محبت ہو گئی

☆☆☆

☆☆☆

مہرباں ہو کے جب ملیں گے آپ  
جو نہ ملتے تھے سب ملیں گے آپ  
آپ کیوں خاک میں ملاتے ہیں  
ہم مصیبت طلب ملیں گے آپ  
کارواں کی تلاش کیا اے دل  
آ کے منزل پہ سب ملیں گے آپ  
ایک تو وعدہ اور اُس پہ قسم  
یہ یقین ہے کہ اب ملیں گے آپ  
داغ اک آدمی ہے گرما گرم  
خوش بہت ہوں گے جب ملیں گے آپ

☆☆☆

ستم ہے کرنا جفا ہے کرنا نگاہ الفت کبھی نہ کرنا  
تمہیں قسم ہے ہمارے سر کی ہمارے حق میں کمی نہ کرنا  
ہماری میت پہ تم جو آنا تو چار آنسو گرا کے جانا  
ذرا رہے پاس آبرو بھی کہیں ہماری ہنسی نہ کرنا  
کہاں کا آنا کہاں کا جانا وہ جانتے ہی نہیں یہ رسمیں  
وہاں ہے وعدے کی بھی یہ صورت کبھی تو کرنا کبھی نہ کرنا  
لیے تو چلتے ہیں حضرت دل تمہیں بھی اس انجمن میں لیکن  
ہمارے پہلو میں بیٹھ کر تم ہمیں سے پہلو تہی نہ کرنا  
نہیں ہے کچھ قتل انکا آسان یہ سخت جان ہیں بڑے بلا کے  
قضا کو پہلے شریک کرنا یہ کام اپنے خوشی نہ کرنا

☆☆☆

☆☆☆

تم کو کیا ہر کسی سے ملنا تھا  
دل ملا کر مجھ ہی سے ملنا تھا

پوچھتے کیا ہو کیوں لگائی دیر  
اک نئے آدمی سے ملنا تھا

مل کے غیروں سے بزم میں یہ کہا  
مجھ کو آ کر سبھی سے ملنا تھا

عمید کو بھی خفا خفا ہی رہے  
آج کے دن خوشی سے ملنا تھا

آپ کا مجھ سے جی نہیں ملتا  
اس محبت پہ جی سے ملنا تھا

تم تو اکھڑے رہے تمہیں اے داغ  
ہر طرح مدعی سے ملنا تھا

☆☆☆

☆☆☆

سبب کھلا یہ ہمیں اُن کے منہ چھپانے کا  
اڑا نہ لے کوئی انداز مسکرانے کا

طریق خوب ہے یہ عمر کے بڑھانے کا  
کہ منتظر رہوں تا حشر اُن کے آنے کا

چڑھاؤ پھول میری قبر پر جو آئے ہو  
کہ اب زمانہ گیا تیوری چڑھانے کا

جفائیں کرتے ہیں تھم تھم کے اس خیال سے وہ  
گیا تو پھر یہ نہیں میرے ہاتھ آنے کا

سمائیں اپنی نگاہوں میں ایسے ویسے کیا  
رقیب ہی سہی ہو آدمی ٹھکانے کا

تمہیں رقیب نے بھیجا کھلا ہوا پرچہ  
نہ تھا نصیب لفافہ بھی آدھ آنے کا

☆☆☆

☆☆☆

بھنویں تنتی ہیں، خنجر ہاتھ میں ہے، تن کے بیٹھے ہیں  
کسی سے آج بگڑی ہے کہ وہ یوں بن کے بیٹھے ہیں

دلوں پر سیکڑوں سکے ترے جو بن کے بیٹھے ہیں  
کلیجوں پر ہزاروں تیر اس چتون کے بیٹھے ہیں

الہی کیوں نہیں اُٹھتی قیامت ماہرا کیا ہے  
ہمارے سامنے پہلو میں وہ دشمن کے بیٹھے ہیں

یہ گستاخی یہ چھیڑ اچھی نہیں ہے اے دلِ ناداں  
ابھی پھر سے روٹھ جائیں گے ابھی وہ من کے بیٹھے ہیں

اثر ہے جذب الفت میں تو کھینچ کر آ ہی جائیں گے  
ہمیں پرواہ نہیں ہم سے اگر وہ تن کے بیٹھے ہیں

سبک ہو جائیں گے گر جائیں گے وہ بزمِ دشمن میں  
کہ جب تک گھر میں بیٹھے ہیں تو لاکھوں من کے بیٹھے ہیں

☆☆☆

تو ہے مشہور دل آزار یہ کیا  
تجھ پر آتا ہے مجھے پیار یہ کیا  
جانتا ہوں کہ میری جان ہے تو  
اور میں جان سے بیزار یہ کیا  
پاؤں پر اُنکے گرا میں تو کہا  
دیکھ ہشیار خبردار یہ کیا  
تیری آنکھیں تو بہت اچھی ہیں  
سب انہیں کہتے ہیں بیمار یہ کیا  
کیوں مرے قتل سے انکار یہ کیوں  
اسقدر ہے تمہیں دشوار یہ کیا  
سر اڑاتے ہیں وہ تلواروں سے  
کوئی کہتا نہیں سرکار یہ کیا  
ہاتھ آتی ہے متاعِ الفت  
ہاتھ ملتے ہیں خریدار یہ کیا  
خوبیاں کل تو بیاں ہوتی تھیں  
آج ہے شکوۂ اغیار یہ کیا  
وحشتِ دل کے سوا اُلفت میں  
اور ہیں سینکڑوں آزار یہ کیا  
ضعفِ رخصت نہیں دیتا افسوس  
سامنے ہے درِ دلدار یہ کیا  
باتیں سنیں تو پھڑک جائیے گا  
گرم ہیں داغ کے اشعار یہ کیا

☆☆☆

فوں ہے یا دعا ہے یہ مَعما کھل نہیں سکتا  
وہ کچھ پڑھتے ہوئے، آگے میرے مدفن کے بیٹھے ہیں

بہت رویا ہوں میں جب سے یہ میں نے خواب دیکھا ہے  
کہ آپ آنسو بہائے سامنے دشمن کے بیٹھے ہیں

یہ اٹھنا بیٹھنا محفل میں اُن کا رنگ لائے گا  
قیامت بن کے اٹھیں گے بھوکا بن کے بیٹھے ہیں

کسی کی شامت آئیگی کسی کی جان جاگی  
کسی کی تاک میں وہ بام پر بن ٹھن کے بیٹھے ہیں

قسم دے کر اُنہیں سے پوچھ لو تم رنگ ڈھنگ اُس کے  
تمہاری بزم میں کچھ دوست بھی دشمن کے بیٹھے ہیں

☆☆☆